

## حفظِ قرآن کریم کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث پر اعتراض

اور اس کا جواب

ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے:

عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :  
مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي  
عَشْرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا، پھر (اس پر عمل کیا) اس کے حلال کو اور حرام کو مانا، اللہ تعالیٰ اس کے  
بدلے اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس افراد کے حق میں اس کی  
سفارش قبول فرمائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

(سنن ترمذی: حدیث نمبر ۲۹۰۵)

اسی طرح سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور ان کے علاوہ، حدیث کی بہت سی کتابوں میں اسے نقل کیا گیا ہے۔  
ان تمام کتابوں میں اس حدیث کی سند کا مدار امام حفصؒ پر ہے، جن پر بہت سے علماء جرح و تعدیل نے سخت  
کلام کیا ہے، اور ان کے استاد کثیر بن زاذان کو مجہول کہا ہے۔  
اسی وجہ سے، اس حدیث پر ترمذیؒ اور دوسرے محدثین نے کلام کیا ہے، بعض نے سخت ضعیف بھی ہے۔

الجواب:

اولاً:

امام حفص بن سلیمانؒ قراءت کے مسلم امام ہیں، ائمہ قراءت میں سے امام عاصم بن ابی نجود بھدلہ کوئی کے،  
دو شاگردوں میں سے ایک ہیں، آج دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ میں بشمول ہندوستان، آپؒ ہی کی قراءت  
پڑھی جاتی ہے۔

امام حفص بن سلیمانؓ پر، ائمہ جرح و تعدیل کی طرف سے جہاں سخت جرحیں کی گئی ہیں، وہیں بعض ائمہ نے ان کی توثیق بھی کی ہے:

ایک روایت میں امام احمدؒ کہتے ہیں ما بہ بأس، ان میں کوئی حرج نہیں۔  
اسی طرح امام وکیعؒ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

(دیکھئے: تہذیب الکمال: جلد ۷: صفحہ ۱۰، ترجمہ ۱۳۹۰)

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: وَقَدْ وَثَّقَهُ وَكَيْعٌ وَاحِمَدٌ فِي قَوْلِ-

اور یقیناً امام وکیعؒ اور ایک قول میں امام احمدؒ نے آپ کی توثیق کی ہے۔

(المغنی فی الضعفاء: جلد ۱: صفحہ ۱۷۹، رقم الترجمة ۱۶۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ متفق علیہ ضعیف نہیں ہیں، بلکہ بعض بڑے ائمہ نے ان کی توثیق بھی کی ہے۔

ثانیاً:

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے اس حدیث کی شاہد بھی موجود ہے:

امام بیہقیؒ مذکورہ بالا حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

" حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ غَيَّرَهُ أَوْثَقُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ، وَرَوَى مَعْنَاهُ بِإِسْنَادٍ آخِرٍ ضَعِيفٍ "-

حفص بن سلیمانؓ - واللہ اعلم - دوسرے ان سے زیادہ ثقہ ہیں، اور یہی معنی دوسری ضعیف سند سے بھی

مروی ہے۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

ایک تو یہ کہ آپ نے امام حفصؒ کو کذاب یا سخت ضعیف نہیں، بلکہ یہ کہا کہ دوسرے ان سے زیادہ ثقہ ہیں۔

البتہ دوسری جگہ (جلد ۳: صفحہ ۳۴۱) انہیں ”ضعیف فی الحدیث“ بھی کہا۔

دونوں قولوں میں تطبیق یہ ہے کہ بیہقیؒ حفصؒ میں کچھ ضعف کے تو قائل ہیں، مگر سخت ضعف کے نہیں۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس حدیث کی متابعت بھی موجود ہے۔

اس کے بعد آپ نے اس معنی کی ایک دوسری حدیث پیش ہے:

أخبرنا أبو سعيد عثمان بن عبدوس بن محفوظ الفقيه الجنزروزي، حدثنا الحاكم أبو محمد يحيى بن منصور، حدثنا أبو عمران موسى بن هارون، حدثني عيسى بن سالم، حدثنا سلم بن سالم، عن جعفر بن الحارث، عن عثمان بن سليمان، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " حامل القرآن إذا عمل به فأحل حلاله، وحرم حرامه يشفع في عشرة من أهل بيته يوم القيامة، كلهم قد وجبت لهم النار "-

(اس کا ترجمہ بھی تقریباً وہی ہے جو حضرت علیؑ کی حدیث کا ہے)

(شعب الایمان للبیہقی: جلد ۴: صفحہ ۲۲۷)

اسی سند سے، امام طبرانیؒ نے بھی اسے روایت کیا ہے:

حدثنا محمد بن يوسف التركي قال: نا عيسى بن سالم الشاشي قال: نا سلم بن سالم، عن جعفر بن الحارث، عن عوف بن سليمان، عن أبي الزبير، عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لحامل القرآن إذا أحل حلاله، وحرم حرامه أن يشفع في عشرة من أهل بيته، كلهم قد وجبت له النار»

راویوں کے حالات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) - أبو سعيد عثمان بن عبدوس بن محفوظ فقيه جنزروزي: صدوق۔ (السلسل النقی: صفحہ ۴۵۸، رقم ۱۰۸)

(۲) - حاکم أبو محمد یحییٰ بن منصور: ثقہ حافظ۔ (الروض الباسم: جلد ۲: صفحہ ۱۳۵۲، رقم ۱۱۶۸)

(۳) - موسیٰ بن ہارون ابو عمران: ثقہ، حافظ۔ (تاریخ بغداد: جلد ۶: صفحہ ۱۰۵۹، رقم ۵۳۶)

(۴) - عیسیٰ بن سالم شاشی: ثقہ۔ (تاریخ بغداد: جلد ۱۲: صفحہ ۴۸۴، رقم ۵۸۰۷)

(۵) - سلم بن سالم بلخی: ان کی بہت سے علماء نے تضعیف کی ہے۔

لیکن امام عجمیؒ فرماتے ہیں: لا بأس به۔ (ان پر کوئی اعتراض نہیں)۔

اسی طرح امام ابن عدیؒ کہتے ہیں : وأرجو أن يحتمل حديثه۔

(یعنی مجھے امید ہے کہ ان کی حدیث قابل برداشت ہے)

دیکھئے (لسان المیزان: جلد ۴: صفحہ ۱۰۷، رقم ۳۵۴۴)

(الکامل فی الضعفاء: جلد ۴: صفحہ ۳۴۹، رقم ۷۷۹)

امام ذہبیؒ ان کو الزاهد القدوة (زاهد اور پیشوا) کہتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء: جلد ۹: صفحہ ۳۲۱)

معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑے عابد و زاہد امام تھے، البتہ حدیث میں علماء جرح و تعدیل نے ان پر کلام کیا ہے، مگر ان کی سخت تضعیف نہیں کی، امام ابن عدیؒ ان کی روایتوں کی تحقیق کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ ان کی حدیث قابل تحمل (برداشت) ہے۔

(۶) - جعفر بن الحارث: صدوق كثير الخطاء۔ (تقریب: ۹۳۶)

(۷) - عثمان بن سلیمان اور ایک روایت میں عوف بن سلیمان: مجہول۔

(۸) - ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس: ثقہ إلا أن يدلّس۔ ثقہ، مگر مدلس ہیں۔ (تقریب: ۶۲۹۱)

علماء کی ایک جماعت نے آپ کے عنعنہ کو قبول نہیں کیا، إلا یہ کہ وہ امام لیث بن سعدؒ کے طریق سے ہو۔ البتہ بہت سے محدثین نے آپ کی حدیث کو مطلقاً بھی قبول کیا ہے۔

آپؐ کی چند حدیثوں کو، جو امام لیثؒ کے طریق سے نہیں ہیں، امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

شیخ حماد انصاریؒ جو ابھی قریب زمانہ میں مدینہ منورہ کے مشہور محدث گزرے ہیں، لکھتے ہیں:

ثالثا: من توقف فيهم جماعة فلم يحتجوا إلا بما صرحوا فيه بالسماع، وقبلهم آخرون مطلقا، كالطبقة التي قبله، لأحد أسباب التي تقدمت كالحسن وقتادة وأبي إسحاق السبيعي وأبي الزبير المكي وأبي سفيان طلحة بن نافع وعبد الملك بن عمير.

تیسرا: جن کے بارے میں ایک جماعت نے توقف کیا ہے، پس وہ ان سے احتجاج نہیں کرتے ہیں مگر جب کہ وہ سماع کی تصریح کریں، اور دوسروں نے انہیں مطلقاً قبول کیا ہے، ان اسباب کی وجہ سے جو پہلے گزر چکے، جیسے حسن، قتادہ، ابواسحاق السبئی، ابوالزبیر مکی، ابوسفیان طلحہ بن نافع اور عبدالملک بن عمیر۔

(التدلیس والمدر لسون: جلد ۲: صفحہ ۹۵، مطبع جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ حضرت جابرؓ سے مکثر ہیں یعنی ان سے کثرت سے روایات لی ہیں۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں واكثر عن جابر۔ (میزان الاعتدال: جلد ۴: صفحہ ۳۷، رقم ۸۱۶۹)

اور امام ذہبیؒ ہی ایک اصول بیان فرماتے ہیں:

إلا في شيوخ له أكثر عنهم - - - فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال۔  
یعنی (اعمش) مدلس راوی کا ایسے شیوخ سے عنعنہ، جن سے انہوں نے کثرت سے روایت لی ہے،۔۔۔۔۔  
اتصال پر محمول ہوگا۔

لہذا اصولی اعتبار سے یہی بات ابوالزبیر عن جابر میں بھی ہونا چاہیے، کہ جابرؓ ان کا عنعنہ اتصال پر محمول ہو۔  
اور امام شعبہؒ نے آپ کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم دے کر پوچھا کہ اللہ کی قسم کیا آپ نے یہ حدیثیں حضرت جابر سے سنی ہیں؟ تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ حدیثیں حضرت جابرؓ سے سنی ہے، یہ بات انہوں نے تین مرتبہ کہی۔

استحلف شعبه أبا الزبير بين الركن والمقام إنك سمعت هذه الأحاديث من جابر فقال  
الله إني سمعتها من جابر يقول ثلاثا۔

(تہذیب تہذیب: جلد ۹: صفحہ ۴۴۳، رقم ۷۲۹) (میزان الاعتدال: جلد ۱۰: صفحہ ۳۳۶، رقم ۴۲۸۹)

(اکمال تہذیب الکمال: ۱۰/۳۳۶، رقم ۴۲۸۹) (مجمع البحرین فی زوائد المعجمین: ۶/۱۰۹، رقم ۳۴۵۸)

## خلاصہ:

اس سے معلوم ہوا کہ عوف بن سلیمانؓ (یا عثمان بن سلیمانؓ) کی جہالت کے علاوہ، اس حدیث کی بقیہ سند، بعض علماء جرح و تعدیل کے مطابق، قابلِ تحمل، اور دوسرے علماء کے نزدیک زیادہ سے زیادہ ضعیف ہے، سخت ضعیف ہر گز نہیں۔

اور حضرت علیؓ کی روایت، اس روایت سے مل کر قابلِ قبول ہو جاتی ہے۔

مشہور عرب عالم، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے سابق ممتاز طالب علم، بڑے بڑے علماء عرب مثلاً صاحب اضاء البیان، شیخ شمس الدین عظیمیؒ وغیرہ کے شاگرد اور بڑے بڑے علماء عرب مثلاً شیخ عائض القرنی، سعید بن مسفر کے استاد، علامہ عبد الرحیم الطحان، مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

لكن يتقوى الضعيفان ببعضهما ولا ينزل هذا الحديث عن درجة القبول إن شاء الله -  
عن نبينا عليه الصلاة والسلام قال: [لقارئ القرآن إذا أحل حلاله وحرم حرامه أن  
يشفع في عشرة من أهل بيته كلهم قد وجبت له النار]

لیکن دو ضعیف حدیثیں ایک دوسرے سے ملکر قوی ہو جاتی ہیں، اور یہ حدیث ان شاء اللہ قبولیت کے درجہ سے کم نہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کا قاری جب اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام مانے تو اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس لوگوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کیا جائے گی جن پر آگ واجب ہو چکی ہوگی۔

(خطب و دروس شیخ عبد الرحیم: جلد ۶: صفحہ ۲۸۷)

## نوٹ:

امام خطیب بغدادیؒ نے، تین راویوں کے ترجمہ کے تحت، اسی حدیث کو حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے، تینوں جگہ تمام روایات ثقہ ہیں، سوائے اس راوی کے، اور انہی کی وجہ سے اس حدیث کو منکر یا غیر ثابت کہا

ہے، اور دوسرے ائمہ جرح و تعدیل امام ذہبیؒ، ابن حجرؒ نے بھی صرف خطیبؒ ہی کے حوالہ سے ان راویوں پر کلام کیا ہے، اور امام ابن الجوزیؒ اور امام محمد بن طاہرؒ پٹنیؒ انہیں کے حوالہ سے ان روایتوں کو رد کیا ہے۔ اب یہ تینوں راوی ایک ہی ہیں، یا الگ الگ ہیں، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۱)

6228 - علي بن الحسين، أبو الحسن السقطي -

حدث عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ حَدِيثًا مَنْكَرًا رَوَاهُ عَنْهُ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ يُوسُفَ بْنِ نَعِيمٍ الْوَكِيلِ.

حدث عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ حَدِيثًا مَنْكَرًا رَوَاهُ عَنْهُ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ يُوسُفَ بْنِ نَعِيمٍ الْوَكِيلِ.

(تاریخ بغداد: جلد ۱۳: صفحہ ۳۳۲، رقم ۶۲۲۸)

5370 - (ز): علي بن الحسين السقطي.

بغدادی.

روى عنه عمر بن أحمد بن يوسف الوكيل عن يحيى بن معين عن عبد الرزاق، عن مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدِيثٌ: مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَشَفَعَهُ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّ قَدْ اسْتَوْجَبَ النَّارَ. قَالَ الْخَطِيبُ: هَذَا حَدِيثٌ مَنْكَرٌ.

قلت: رواه ثقات غير السقطي.

(لسان الميزان: جلد ۵: صفحہ ۵۲۵، رقم ۵۳۷۰)

(۲)

2601 - أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحُسَيْنِ أَبُو الْحُسَيْنِ السَّقَطِيُّ -

حدث عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، رَوَى عَنْهُ: عِيسَى بْنُ حَامِدٍ ابْنُ الْقَنْبِطِيِّ.

إِسْنَادُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ إِلَّا السَّقَطِيَّ وَالْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ.

(تاریخ بغداد: جلد ۶: صفحہ ۱۱۵، رقم ۲۶۰۱)

447 مکرر- أحمد بن محمد بن حسين السقطي [ولعله أحمد بن الحسن، أو أبو حنش السقطي]

عن يحيى بن معين.

ذكروا أنه وضع حديثاً على يحيى، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَرْفُوعاً: مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَشَفَعَهُ فِي عَشْرَةِ مَنْ أَهْلَ بَيْتِهِ كُلِّ قَدْ اسْتَوْجَبَ النَّارَ.  
قال ابن الجوزي: وضعه السقطي.

(لسان الميزان: جلد ۱: صفحہ ۶۰۱)

(۳)

1984 - أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ أَبُو حَنْشٍ (دوسرے نسخے میں ابو حبیش ہے)۔

حدث عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ.

رَوَى عَنْهُ: الْقَاضِي أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بَنْتِ الْقَنْبِيطِي.

هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ هَذَا الْإِسْنَادِ، وَالْحَمْلُ فِيهِ عَلَى أَبِي حَنْشٍ، فَإِنَّ مَنْ عَدَاهُ ثِقَةٌ وَقَدْ رَوَى مَخْلَدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي حَنْشٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ زَهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ، وَلَعَلَّ شَيْخَ مَخْلَدٍ وَشَيْخَ عَيْسَى بْنِ حَامِدٍ وَاحِدٌ.

(تاریخ بغداد: جلد ۵: صفحہ ۱۲۸، رقم ۱۹۸۴)

447 - أحمد بن الحسن أبو حنش [ولعله أحمد بن محمد السقطي، أو أحمد بن محمد بن حسين السقطي]

عن يحيى بن معين.

اتهمه الخطيب بوضع هذا: عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَرْفُوعاً: مَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ شَفَعَ فِي عَشْرَةِ مَنْ أَهْلَ بَيْتِهِ قَدْ وَجِبَتْ لَهُمُ النَّارُ.



قال الخطيب: الحمل فيه عليه وروى عنه عيسى بن حامد القاضي.  
(لسان المميزان: جلد ۱: صفحہ ۴۳۱، رقم ۴۴۷)

(تذکرۃ الموضوعات: صفحہ ۷۷)  
(علل مناهیه: جلد ۱: صفحہ ۱۰۷، رقم الحدیث ۱۵۴)  
فقط واللہ تبارک وتعالیٰ اعلم۔